وحدت کی اہمیت و ضرورت کا تحقیقی مطالعہ قرآن مجید کی روشنی میں

ثمینہ وزیر

خلاصہ:

اتحاد ہر زمانے میں انسان کی اجتماعی زندگی کے کلیدی اور بنیادی عناصر میں رہا ہے۔ یہ طبیعت و جہانِ آفرینش کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے اور انسانی معاشروں کی اہم ترین آرزوؤں کے زُمرے میں آتا ہے۔ اسی وجہ سے گوہرِ وحدت ہمیشہ، معاشرے کی تمام اکائیوں، گروہوں، ملتوں، اُمّتوں اور ہر نوعِ بشر کی آرزو رہی ہے اور ایک تھیوری و نظریے کے عنوان سے ناقابل انکار بیان کی گئی ہے۔ قرآنِ کریم وحدت کے موضوع کو جو کہ ایک بنیادی موضوع ہے، دو طرح سے دیکھتا ہے۔ قرآنِ کریم توحیدی معاشرے میں وحدت کی تعریف و ستائش بھی کرتا ہے اور اس کے استحکام کے لیے کار آمد طریقے اور مفید دستور العمل بیان کرتا ہے۔ افتراق و انتشار کی مذمت بھی کرتا ہے اور تفرقے و انتشار سے بچنے کے لیے واضح و روشن راستے دکھاتا ہے۔ اتحاد امت، شرعی اور سماجی اہمیت و ضرورت ہے جب کہ اختلاف رائے کا وجود فطری ہے، اس لیے ہم شرعی ضرورت کے پیش نظر اتحاد امت کے پابند ہیں اور فکر و نظر کے اختلاف کے باوجود اتحاد امت اور وحدت امت کو اپنی ایمانی اور اسلامی زندگی کا نصب العین سمجھتے ہیں۔ اسی بات کے پیش نظر وحدت کی اہمیت و ضرورت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں الٰہی ادیان کے ماننے والوں کے درمیان وحدت کے بارے میں قرآنِ کریم کی نظر سے آگاہی و آشنائی کے لیے قرآن کی تعلیمات پیش کرتے ہیں۔ ان نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کی بنیاد پر ایک اعلیٰ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

اہم الفاظ: قرآن، وحدت، اسلام، اہمیت و ضرورت

مقدمہ:

وحدت اسلامی کی اہمیت و ضرورت ظہور اسلام سے ہی نمایاں رہی ہے۔ اس کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ وحدت اسلامی قرآن کریم میں مسلمانوں کی شان و شوکت اور ان کی عظمت کی پاسداری کے عنصر کے طور پر اجاگر ہوئی ہے۔ کئی آیتوں میں خدا نے مسلمانوں کو اختلاف اور تفرقے سے منع

کیا ہے کیونکہ اسلام نے بھی اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جس کی مثال ہمیں ریاست مدینہ کے دور میں ملتی ہے۔ اسلام نے مواخات اسلامی کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلامی بھائی چارگی کے بندھن میں باندھ دیا۔ وحدت سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلامی مذاہب میں سے ایک کا انتخاب کر لیا، بلکہ مختلف مذاہب کے اختلاف کے ساتھ تمام مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے میں متحد ہونا چاہیے۔ اسلام کے بنیادی ماخذ یعنی قرآن و سنت میں مسلمانوں کی وحدت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن کی نگاہ میں وحدت کے بغیر معاشرتی ترقی کا تصور ہی نہیں ملتا۔ انسانی تکامل اور ترقی کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اسلام معاشرتی اور اجتماعی مسائل پر بہت زور دیتا ہے۔ اسلام وحدت کے تنہا عامل حبل اللہ سے تمسک کی دعوت اور ہر طرح کے اختلاف سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتے ہوئے یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپس کے تعلقات بہترین ہوں۔

فصل اول: مفاہیم شناسی

بحث اول: قرآن کا تعارف

قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ربانی ہے جو کسی خاص طبقہ اور گوشہ یا کسی خاص قوم و نسل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کی ضامن ہے۔ وہ قرآن ہے کہ جو قلب رسول ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن مجید عربی میں اسلام کی بنیادی کتاب ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق قرآن عربی زبان میں تقریباً ۲۳ برس کے عرصے میں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن کے نازل ہونے کے عمل کو وحی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ قرآن میں آج تک کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکی اور اسے دنیا کی واحد الہامی محفوظ کتاب ہونے کی حیثیت حاصل ہے، جس کا حقیقی مفہوم تبدیل نہیں ہو سکا اور تمام دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں چھپنے کے باوجود اس کا متن ایک جیسا ہے۔ قرآن کو دنیا کی ایسی واحد کتاب کی بھی حیثیت حاصل ہے جو لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو زبانی یاد ہے یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، جسے مسلمان روز ہر نماز میں بھی پڑھتے ہیں اور انفرادی طور پر تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن کی تشریحات کو اسلامی اصطلاح میں تفسیر کہا جاتا ہے، جو مختلف زبانوں میں کی جاتی رہی ہیں۔ قرآنی تراجم دنیا بھر کی اہم زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ جبکہ صرف اردو زبان میں تراجم

قرآن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ قرآن نے اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی عام زندگی، عقائد و نظریات، فلسفہ اسلامی، اسلامی، سیاسیات، معاشیات، اخلاقیات اور علوم و فنون کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ قرآن پاک کی شان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وهو حبل الله المتين وهو الذكر الحكيم [1]

وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ محکم ذکر ہے۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرمایا:

إِنَّ هوَ الْقُرْآنَ هوَ حَبْلُ اللَّهِ وَ هُوَ النُّورُ الْمُبِينُ وَ الشِّفَاءُ النَّافِعُ فَاقْرَءُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْجُرُكُمْ عَلَى تِلَاوَتِهِ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ وَاحِدٌ وَ لَكِنْ أَلِفٌ وَ لَامٌ وَ مِيمٌ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً؛ [2]

بے شک یہ قرآن اللہ کی رسی ہے۔ بے شک اللہ تمہیں اس کے ہر حرف کی تلاوت کرنے کے بدلے دس نیکیاں دے گا میں نہیں کہتا کہ الم ایک لفظ ہے لیکن الف، لام، میم کے بدلے تیس نیکیاں عطا کرے گا۔

مولا کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

فَالْقُرْآنُ آمِرٌ زَاجِرٌ وَ صَامِتٌ نَاطِقٌ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ أَخَذَ عَلَيْهِ مِيثَاقَهُمْ وَ ارْتَهَنَ عَلَيْهِمْ أَنْفُسَهُمْ أَتَمَّ نُورَهُ وَ أَكْمَلَ بِهِ دِينَهُ

قرآن اچھائیوں کا حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا، بظاہر خاموش لیکن باطن گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر عمل کرنے کا اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنالیا ہے۔ اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے۔

[1]۔ محمد بن عیسی ترمذی، سنن ترمذی، ج۲، ص ۲۷۰؛ علی بن محمد لیثی واسطی، عیون الحکم والمواعظ، ص ۵۱۳؛ محمد بن مسعود عیاشی، تفسیر العیاشی، ج۱، ص ۳؛۔ نعمان بن محمد مغربی، شرح الأخبار فی فضائل الائمۃ الأطہار علیہم السلام، ج۲، ص ۳۱۰۔

[2]۔ محمد بن محمد شعیری، جامع الأخبار، ص ۴۰۔

بحث دوم: وحدت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

اس بحث میں وحدت کے لغوی، اصطلاحی معنی بیان کریں گے۔

مطلب اول: لغوی معنی

وحدت (وح د) سے ہے جس کے معنی ایک ہونا، یکتائی،[1] ہے۔

مطلب دوم: اصطلاحی معنی

(وحدہ) اس سے مراد اتحاد ہے، مقصد کی یکسانیت، باہم مربوط اکایئاں، متحد ہونا ہے[2]۔ یعنی تمام لوگوں کا ایک مقصد میں متحد رہنے کو وحدت کہا جاتا ہے۔

مطلب سوم: وحدت کیا ہے؟

دینداری وہ مقدّس اور معنوی حالت ہے کہ جس کی بنیاد فطرت و جبلّت پر استوار ہے اور فطرت میں وحدت ہے یہ انسانوں کی روح کی گہرائی سے وجود میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[3]

پس (اے نبی) یکسو ہو کر اپنا رخ دین (خدا) کی طرف مرکوز رکھیں، (یعنی) اللہ کی اس فطرت کی طرف جس پر اس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے، یہی محکم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

انبیائے الٰہیؑ جنھیں انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، انھوں نے اپنی رسالت کو بطورِ احسن انجام دینے کے لیے کوشش کی کہ انسانوں کے اندر چھپی ہوئی اس طاقت و صلاحیت کو بیدار کریں اور اس کے نور کی روشنی میں انسانوں کو خداوند متعال کی طرف دعوت دیں۔ امام علی علیہ السلام پیغمبرانِ الٰہیؑ کے اس مشترک کردار کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1]۔ فیروز الدین، فیروز اللغات (اردو)، ص ۱۴۷۳؛ عبدالحفیظ ابوالفصل بلیاوی، مصباح اللغات، ص ۹۳۴؛ ابن سرور محمد اویس، المعجمہ الوسیطہ، ص ۱۲۳۴؛ امام اسماعیل بن حماد الجوھری، معجم الصحاح، ص ۱۱۲۶؛ وحید الزمان قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، ص ۱۸۲۰؛ لابی الحسن احمد بن فارس بن زکریا، معجم المقاییس فی اللغہ، ص ۱۰۸۴؛ مصطفیٰ حجازی، المعجمہ الوجیز، ص ۶۶۲۔

[2]۔ وحید الزمان قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، ص ۱۸۲۲۔

[3]۔ روم/۳۰۔

فَبَعَثَ فِيهِمْ رُسُلَهُ وَوَاتَرَ إِلَيْهِمْ أَنْبِيَاءَهُ لِيَسْتَأْدُوهُمْ مِيثَاقَ فِطْرَتِهِ وَيُذَكِّرُوهُمْ مَنْسِيَّ نِعْمَتِهِ وَيَحْتَجُّوا عَلَيْهِمْ بِالتَّبْلِيغِ وَيُثِيرُوا لَهُمْ دَفَائِنَ الْعُقُولِ[1]

خداوند متعال نے انسانوں کے درمیان اپنے رسول بھیجے اور پیغمبروں کواُن کی طرف بھیجا تاکہ وہ اپنی فطرت کے عہد وپیمان سے وفا کریں اور خداوند متعال کی بُھلائی ہوئی نعمتوں کو انہیں یاد دِلائیں اور تبلیغ کے ذریعے ان پر اتمامِ حجت کردیں اور اُن کے لیے عقل کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر کردیں۔ انبیائے الٰہیؑ جو سب خداوند متعال کی طرف سے اور اُس کے اذن کے ساتھ اس مقامِ رسالت کے لیے منتخب ہوئے، انہوں نے اسی روش کو اختیار کیا اور اپنی رسالت کے مطابق انسانی معاشروں کو ایک دین اور معبودِ واحد کی طرف دعوت دی۔

فصل دوم: قرآن کی روشنی میں وحدت کی اہمیت اور ضرورت

وحدت اسلامی کی اہمیت اور ضرورت

خداوند عالم نے امت اسلامی کو وحدت کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے ساری انسانیت کو روز ازل سے لے کر قیامت تک کے انسانوں کے لیے ایک بنیاد کا ذکر کیا ہے۔ دراصل انسان ایک ماں اور ایک باپ سے وجود میں آیا ہے جنہیں ہم حضرت آدم اور حصرت حوا علیہما السلام کے نام سے پہچانتے ہیں۔ تمام انسانوں کا ایک ہی ہدف ہے۔ خداوند متعال نے امت اسلامی کے اتحاد کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ[2]

اور تمہاری یہ امت یقینا امت واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا مجھ ہی سے ڈرو۔

جب خدا تمام بشر کے لیے ہے، رسول ایک، امت ایک، تو متحد نہ ہونے میں آخر کیا مانع ہے۔[1]
قرآن کریم نے یہ بھی جتلادیا ہے کہ امت مسلمہ کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر

---

[1] ۔ نور الثقلین، ج۱، ص۵۷۶۔

[2] ۔ مومنون/۵۲۔

مسلمان اختلاف و تفرقے سے پرہیز کرے اور آپس میں وحدت اختیار کرے۔[2] کیونکہ یہ ایک امت واحدہ ہے اور اس کو آپس میں متحد ہونا چاہیے اور آپس میں تمام لوگوں کو ایک خدا کی عبادت متحد ہو کر کرنی چاہیے۔[3] کیونکہ تمھارا دین ایک ہے اور میں تمھارا خدا ہوں مجھ سے ڈرو بعض کے مطابق امت سے مراد جماعت ہے۔[4] یہ امت ملت وحدت ہے کہ جس طرح انبیا کی تھی۔[5] ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا [6]

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

یہاں خدا کی رسی سے مراد قرآن اور دین مبین اسلام ہے۔دین مبین اسلام میں نہ صرف اصول دین بلکہ فروعات میں بھی اتحاد کے اس قدر مواقع فراہم ہیں کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کوئی قابل ذکر اختلاف ہے ہی نہیں اور کوئی چیز نہیں ہے جس سے ان کے درمیان اتحاد وجود میں نہ اس کے۔لوگوں کے درمیان "صلح" جس پر قرآن میں تاکید ہوئی ہے اور تفرقہ سے دوری کے دنیاوی، اُخروی اور انفردی و اجتماعی آثار ہیں کہ جن میں سے یہاں چند کی طرف اشارہ کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "دو افراد کے درمیان صلح نماز اور روزوں (مستحب) سے بہتر ہے"[7] اگر دو مسلمان تین روز ناراض رہے دونوں میں سے جو بھی صلح کے لیے پیش قدمی کرے اور اپنے بھائی سے بات کرے تو قیامت کے دن جلدی بہشت میں جائے گا۔[8] کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی اس کے افراد کے باہمی اتحاد میں مضمر ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے اسی طرح انسانوں کے متحد ہونے سے ایسی اجتماعیت تشکیل پاتی ہے کہ جس پر نگاہ ڈالتے ہی دشمن وحشت زدہ ہو جاتا ہے اور کبھی بھی اس کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔قرآنِ مجید نے ہمیں اپنے زمانہ نزول

---

[1]۔ حسینی شیرازی سید محمد، تقریب القرآن فی الاذھان، ج ۳، ص ۶۵۱۔

[2]۔ سید علی اکبر قریشی، تفسیر احسن الحدیث، ج ۷، ص ۵۲۔

[3]۔ محمد بن محمد ابو السعود، ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم، ج ۶، ص ۱۳۷۔

[4]۔ سید محمد ابراہیم بروجردی، تفسیر جامر، ج ۴، ص ۴۳۹۔

[5]۔ مقاتل بن سیلمان بلغی، تفسیر مقاتل بن سیلمان، ج ۳، ص ۱۵۸۔

[6]۔ آل عمران/۱۰۳۔

[7]۔ جوادی املی، مفاتیح الحیاہ، ص ۴۵۵۔

[8]۔ محمد بن یعقوب کلینی، (مترجم: سید مھدی آیت اللھی)، الکافی، ج ۲، ص ۳۴۵۔

سے ہی یہ راز سکھادیااور وحدت کی اہمیت بیان کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں درج ذیل نکات پر مشتمل ایک مطلوب معاشرہ وجود میں آسکتا ہے:

مطلب اول: طاقت الٰہی

اتحاد اور تفرقہ سے دوری اختیار کرنا، خدا کی طرف سے عائد فرائض میں سے ہے۔ اتحاد کا محور مرکز، خدا کا دین ہونا چاہیے۔ نسل، زبان یا قومیت نہیں ہونی چاہیے۔ اتحاد کا ہونا خدا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔[1]

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ [2]

اور ان (کفار) کے مقابلے کے لیے تم سے جہاں تک ہو سکے طاقت مہیا کرو اور پلے ہوئے گھوڑوں کو (مستعد) رکھو تاکہ تم اس سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں نیز دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کرو۔

اتحاد کا ہونا طاقت ہے کہ جس کی بنا ہم دشمن سے بآسانی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اللہ کی رسی ایک بہت بڑی طاقت ہے جس کی تفسیر کی گئی ہے کہ اللہ کی رسی سے مراد اس کا دین ہے اور اس کو رسی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف ایمان کا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ایمان والوں کو باہم ایک جماعت بناتا ہے۔ اس رسی کو "مضبوط پکڑنے" کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں اصل اہمیت "دین" کی ہو۔ اسی سے ان کی دلچسپی ہو اور اسی کی اقامت میں وہ کوشاں رہے۔[3] وحدت کا نظام اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ سارا عالم ایک ہی فرمانروا کے ماتحت چلے اور اگر عالم دو مدبروں کے قلم میں ہوگا، تو اس محکم نظام کا نام ونشان تک نہ ہوگا، کیونکہ یہ دو مدبر چونکہ تمام جہات میں آپس میں یکساں نہیں ہیں۔ لہذا تدبیر کے لحاظ سے ان میں فرق اور امتیاز ہوگا اور

---

[1]۔ محسن قرائتی، (مترجم: سید مجیب الحسن نقوی)، تفسیر نور، ج۱، ص ۶۴۷۔

[2]۔ انفال/۶۰۔

[3]۔ سید ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ج۱، ص ۲۷۶۔

دوتدبیروں کالازمہ، محکم نظام کی نابودی ہے۔ پس وحدت کے لیے ایک خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔[1]

مطلب دوم: بھائی چارے کا موجب

یہ مسلم ہے کہ علامات شرک میں ایک پراگندگی اور باہمی تفرقہ بھی ہے۔ کیونکہ مختلف معبودوں کی پرستش سے متفاوت عقائد اور منتشر روش پیدا ہوتی ہے اور یہ باہمی تفرقہ اور پراگندگی کا موجب بنتی ہے۔ شرک کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ نفسانی خواہشات، تعصب، کبر، خودخواہی اور خودپسندی کے ساتھ آتا ہے، اس لیے کسی قوم میں اتحاد و وحدت صرف خداپرستی، تواضع وایثار اور عقلی روش کہ تحت باقی رہ سکتی ہے۔[2]

> إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ[3]
>
> مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے۔[4]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ ایک دوسرے پر ظلم کرئے، نہ غیبت، نہ حرمت پامال کرئے۔[5]

اسی آیت کی تفسیر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1]۔ جعفر سبحانی، (مترجم: مولانا سید صفدر حسین نجفی)، تفسیر موضوع قرآن کادائمی منشور،، ج ا۔ ۲، ص ۵۷۰۔

[2]۔ ناصر مکارم شیرازی، (مترجم: سید صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ،، ج۹، ص ۳۴۶۔

[3]۔ الحجرات/۱۰۔

[4]۔ محمد بن عمر فخر رازی، تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)، ج ۲۸، ص ۱۰۶۔

[5]۔ سید محمد حسین فضل اللہ، تفسیر من وحی القرآن)، ج۲۱، ص۱۴۶؛ اسماعیل بن عمرابن کثر، تفسیر قرآن العظیم، ج ۷، ص ۳۵۰؛ ج ۲۶، ص ۱۳۱؛ احمد بن محمد میبدی، کشف اسرار وعدہ ابرار, ج ۹، ص ۲۵۸۔

مثل الومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم-مثل الجسد،اذا اشتکی من عضوتداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی المسدون اخوۃ تتکافی دماوھم[1]

مومن ایک دوسرے کے ساتھ محبت، رحم اور الفت میں ایک جسم کی مانند ہے اگر ایک عضو کو درد ہو جائے تو اس کا پورا بدن درد کی وجہ سے بیدار رہتا ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

ایک اور حدیث جس کے راوی ابوالمعز ہے، نے کہا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپس میں تعلق جوڑنے میں ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں اور ضرورت مندوں کی ضرورتوں کے پورا کرنے میں بھرپور کوشش کریں۔[2]

مطلب سوم: کامیابی کا ذریعہ

وحدت وہ واحد ذریعہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں معاشرے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔یعنی سب کا اس نظام پر قائم رہنا جو اللہ کا قائم کردہ ہے۔اسی نظام کا نام دین ہے۔اسی نظام کا دستور العمل قرآن ہے اور اسی نظام کے رہبر اور عملی نمونہ رسول ﷺ اور ائمہ ہیں۔اسی طرح احادیث میں جو حبل اللہ کی تفسیر " دین اسلام " سے ہوئی ہے اور کتاب الہی سے ہوئی ہے اور آل محمد کی خصوصیت کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ہوئی ہے، ان کا ماحصل ایک ہی قرار پاتا ہے۔[3]
مسلمانوں کے زوال کی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو مسلمانوں کی عظیم طاقتوں و سلطنتوں کے زوال کا باعث جہاں دیگر وجود ہیں وہاں ایک بنیادی و بڑی وجہ ان میں باہمی نااتفاقی و فرقہ واریت رہی ہے جس میں مبتلا ہو کر وہ تاریخ کا حصہ بن گئیں۔آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور امت زوال کی جانب تیزی سے گامزن ہے۔آج ۵۷اسلامی ممالک دنیا میں موجود ہیں لیکن باہمی تنازعات، فرقہ واریت وعلاقائی اختلافات کے باعث راکھ کا ڈھیر ہیں۔ان میں کوئی بیداری نہیں بلکہ خطرناک حد تک بے

---

[1]۔ سکندر علی بہشتی، نور معرفت (مجلّہ شمارہ ۳۷)، ج۷، ص۱۳۔

[2]۔ عبد علی الحویزی، (مترجم: محمد حسن جعفری)، تفسیر نور الثقلین، (لاہور: منہاج الصالحین ،ف چ۳،روری ۲۰۱۲) ج۷، ص۶۱۔

[3]۔ سید العلماعلامہ سید علی نقی النقوی لکھنوی، تفسیر فصل الخطاب، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۱) ج۱، ص۵۱۵۔

حسی و جمود طاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ تازہ ترین صورت حال برما میں روہنگیا مسلمانوں کی ہے جن کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔[1]

دوسرے لفظوں میں تنظیم اور ڈسپلن کو جنگی حکمت عملی میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ تمام عسکری قوانین میں اس بات کو اولیت دی جاتی ہے۔ قیادت اور اطاعت ہونے کی صورت میں نزاع اور نزاع ہونے کی صورت میں دو نتائج سامنے آئیں گے: ناکامی اور کمزوری۔ جس کی بنا معاشرے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔[2] ہمیں چاہیے کہ اپنی طاقت و توانائی کو جو در حقیقت ان کے ایمان اور اسلامی ممالک کے باہمی اتحاد کی طاقت ہے، پہچانیں اور اس پر تکیہ کریں۔ اسلامی ممالک اگر ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں تو ایک طاقت معرض وجود میں آجائے گی کہ دشمن اس کے سامنے کھڑے ہونے کی جرات نہیں کر پائے گا اور ان ملکوں سے تحکمانہ انداز میں بات نہیں کر سکے گا۔ اگر مسلمان ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں اور وحدت کا جذبہ پیدا کر لیں تو عالم اسلام کی سربلندی یقینی ہے۔[3]

مطلب چہارم: نجات کا راستہ

تین چیزیں وحدت کا باعث بن کر انسان کی نجات کا باعث بنتی ہیں۔

۱۔ خوشی اور غصے میں عدل و انصاف ۲۔ خوشحالی اور تنگدستی کی حالت میں اعتدال پسندی ۳۔ جلوت اور خلوت میں خوف خدا۔[4] وحدت مومن کا اسلحہ ہے کہ جو نجات کا راستہ ہے ایسے میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ آخر نجات کس کے توسل سے حاصل کی جائے گی جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا [5]

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

۱۔ https://www.jasarat.com

۲۔ محسن علی نجفی، تفسیر کوثر، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: ۳، ذی القعدہ ۱۴۳۴ھ)، ج ۳، ص ۴۰۱۔

۳۔ سید علی خامنہ ای، سامراج اور اسلامی وحدت، ص ۴۳۔

۴۔ حاجی ناصر علی مہندس، مضامین قرآن، ج ۲، ص ۶۶۴۔

۵۔ آل عمران/۱۰۳۔

یعنی خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامو، اس رسی سے کون مراد ہے ؟ جن کی رسی کو تھام کر نجات حاصل ہو گی۔ معصومین سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا "نحن حبل الله" کہ ہم اہل بیتؑ اللہ کی رسی ہیں۔[1] ان تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ کی ذات ہے کہ جن کی سیرت پر عمل کرکے نجات حاصل ہو گی۔

مطلب پنجم: شیطانی وسوسے سے نجات

تفرقہ اور انتشار ایسا نقصان دہ مظہر ہے جو ایک شیطانی راہ ہے جس سے معاشرے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اس وجہ سے خدا نے شیطانی راستے پر چلنے سے منع کیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ:

يَا أيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ [2]

اے ایمان لانے والو! تم سب کے سب (دائرہ) امن و آشتی میں آجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقیناوہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے ایمان کے دائرے میں سلامتی ہے اور شیطانی راستے میں تفرقہ وانتشار ہے جس کی بناپر سب خطرے سے دوچار ہوتے ہیں۔ اگر تمام لوگ حکم خدا کی پیروی کریں تو ایسے میں معاشرے میں ہر قسم کے انتشار کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معاشرہ امن وسکون کا باعث بنے گا۔ آیت میں ایمان والوں سے خطاب کیا ہے کہ تم پر واجب ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ اسلام میں داخل ہو اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو مل کر اس کی پیروی کرو اور شیطان کے راستے پر ہر گز مت چلو

---

[1]۔ ابی النصر محمد بن مسعود ابن عیاش السلمی السمرقندی المعروف بالعیاشی، تفسیر العیاشی، ج۱، ص2018 ؛ عبد اللہ بن احمد حسکانی، احمد روحانی، شواهد التنزیل، ج۱۔ ص۱۶۸؛ فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر قرآن، ج۲، ص۸۰۵؛ ناصر مکارم شیرازی، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، ج۲، ص۶۴۱؛ ہاشم بن سلیمان بحرانی، البرهان فی تفسیر قرآن، ج۱، ص۶۷۱؛ مشهدی محمد بن محمد رضاقمی، تفسیر کنزلد قائق و بحر الغرائب، ج۳، ص۱۸۵ ؛ جعفر شرف الدین، موسوعه القرآنیه خصائص اسود، ج۹، ص۲۴۷؛ احمد بن عبداللہ ابو نعیم، النور المشتعل من کتاب مانزل، ص۲۸۶؛ محمد عبد اللہ دراز، دستور الاخلاق فی قرآن، ص۴۳۱ ؛ اندیمشکی محمد صالحہ، القرآن و فضائل اہل بیت، ص ۶۳ ؛ عبد اللہ بن احمد حسکانی، احمد روحانی، شواهد التنزیل، ج۱، ص۱۶۸؛ فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر قرآن، ج۲، ص۸۰۵؛ ناصر مکارم شیرازی، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، ج۲، ص۶۴۱۔

[2]۔ بقرہ/۲۰۸۔

کیونکہ وہ گمراہی کا راستہ ہے۔[1] تمام لوگ اسلام میں داخل ہو جاو اور غیر کے راستے پر مت چلو یعنی اسلام کی پاسداری کرو اور احکام الٰہی کی پیروی کرو جیسے نماز، روزہ، زکوہ وغیرہ اور وحدت اسلامی کی حفاظت کرو اور خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاو۔[2] علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر کی ہے کہ اس کا مصداق ولایت کے قریب ہونا ہے۔[3] اگر معاشرے میں قانون الٰہی نافذ ہو جائے تو معاشرے سے ہر قسم کا شیطانی فساد دور ہو جائے گا۔ پس لازم ہے کہ خدا کے احکام کی پیروی کی جائے تاکہ معاشرے میں امن و سلامتی قائم ہو جائے۔

مطلب ششم: عالمی معاشرے کی تشکیل

عالم ہستی اور انسانیت کی پوری تاریخ میں تمام انسانوں کی وحدت بہت ضروری ہے جس کی بنا پر ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور اسلام کے راہنما تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے آئے ہیں نہ کہ کسی خاص گروہ کے لیے۔ ایسے میں تب ہی معاشرے میں وحدت قائم ہو گی جب تمام لوگ متحد ہو کر کام کر رہیں فرمان خداوندی ہے کہ:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[4]

کہدیجئے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔

رسول خدا ﷺ کی ذات تمام بشر کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے اس سے پہلے بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہی لوگ ہدایت پر ہے جو ان کی سیرت کی پیروی کریں اور عمل کے ذریعہ فلاح پائیں۔[5] رسول خدا کی ذات ہے کہ جن کی پیروی کے نتیجہ میں ایک عالمی معاشرے کی تشکیل ممکن ہو گی۔ اس وقت عرب کے دور میں بھی ہر کوئی جدا تھا مگر رسول خدا ﷺ کے آنے کے بعد تمام لوگ ایک ساتھ زندگی کرنے لگے۔ یہ صرف کسی خاص قبیلہ کے لیے نہیں آئے تھے بلکہ ان کی ہدایت عامہ تھی یعنی آپ ﷺ کی ذات تمام لوگوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

---

[1]۔ محمد بن حبیب اللہ سبزواری نجفی، ارشاد الاذھان الی تفسیر قرآن، ج۱، ص۷۳۔

[2]۔ وھبہ بن مصطفیٰ زحیلی، تفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعہ والمنہج، ج۲، ص۲۳۵۔

[3]۔ استر آبادی سید شرف الدین علی حسینی، تاویل الآیات الظاہرہ فی فضائل العترہ الطاہرہ، ج۱، ص۹۸۔

[4]۔ اعراف/۱۵۸۔

[5]۔ محمد بن طاھر ابن عاشور، التحریر والتنویر، ج۸، ص۳۱۹۔

نتیجہ

وحدت ایک حکمت عملی کے علاوہ شرعی ضرورت بھی ہے جس کا ثبوت قرآنی نصوص میں موجود ہے۔ شارع نے اسلامی اتحاد اور بھائی چارے کی طرف خاص توجہ دی ہے اور یہ اسلام کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ اسلام دین وحدت ہے اور اسلام اپنے تمام ماننے والوں کو متحد دیکھنا چاہتا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان متحد ہونے کی صورت میں دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قوموں کی کامیابی کا راز آپس میں اتفاق و اتحاد رہا ہے۔ امت مسلمہ میں انتشار اور فرقہ واریت کا ذریعہ بننا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سخت ناپسندیدہ ہے۔ وحدت اسلامی سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلامی مذاہب میں سے ایک کا انتخاب کر لیا جائے یا تمام مذاہب کے مشترکات کو لے لیا جائے اور اختلافات کو چھوڑ کر ایک نیا مذہب ایجاد کیا جائے بلکہ مسلمانوں کو مختلف مذاہب میں ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن کے مقابلہ میں متحد ہونا ہے چونکہ اسلامی مذاہب کی راہیں مختلف ضرور ہیں مگر منزل ایک ہے۔

منابع شناسی

قرآن مجید

شریف رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغہ (للصبیحی صالح)

۱. محمد بن عیسی ترمذی (مترجم: بدیع الزمان)، سنن ترمذی، (لاہور: اسلامی کتب خانہ، بی تا،)

۲. علی بن محمد لیثی واسطی، عیون الحکم والمواعظ، (قم: دار الحدیث، چ: ۱، ۱۳۷۶ش)

۳. محمد بن مسعود عیاشی، تفسیر العیّاشی، (تہران: المطبعۃ العلمیۃ، چ: ۱، ۱۳۸۰ق)

۴. نعمان بن محمد مغربی، شرح الأخبار فی فضائل الأئمۃ الأطہار علیہم السلام، (قم: جامعہ مدرسین، چ: ۱، ۱۴۰۹ق)

۵. ۔ محمد بن محمد شعیری، جامع الأخبار، (نجف: مطبعۃ حیدریۃ، چ: ۱، بی تا)

۶. محمد باقر مجلسی، بحار الأنوار، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، چ: ۲، ۱۴۰۳ق،)

۷. محمد بن عیسی ترمذی، (مترجم: بدیع الزمان)، سنن ترمذی، (لاہور: اسلامی کتب خانہ، بی تا)

۸. فیروز الدین، فیروز اللغات (اردو)، (: فیروز سنز لمیٹڈ، چ: ۵، ۲۰۱۲)

۹. عبد الحفیظ ابو الفضل بلیاوی، مصباح اللغات، (لاہور: مکتبہ خلیل، ۱۳۶۹ھ،)

۱۰. ابن سرور محمد اویس، (مترجم: عبد النصیر علوی)، المعجم الوسیط، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، بی تا)

۱۱. امام اسماعیل بن حماد الجوھری، معجم الصحاح، (بیروت: دارالمعرفہ، چ: ۱۴۲۶، اھ ۲۰۰۵م)
۱۲. وحید الزمان قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، (لاہور: اسلامیات چ :۱، ربیع اول ۱۴۲۲ھ جون ۲۰۰۱)
۱۳. لابی الحسن احمد بن فارس بن زکریا، معجم المقاییس فی اللغۃ، (بیروت: دارالفکر، بی تا)
۱۴. مصطفیٰ حجازی، المعجمۃ الوجیز، (قم: دار الثقافہ، ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۰م)
۱۵. حسینی شیرازی سید محمد، تقریب القرآن فی الاذھان، (بیروت: دارالعلوم، چ: ۱۴۲۴، اق)
۱۶. سید علی اکبر قریشی، تفسیر احسن الحدیث، (تھران: بنیاد بعثت، چ: ۳، ۱۳۷۷ش)
۱۷. محمد بن محمد ابو السعود، ارشاد العقل السیلم الی مزایا القرآن الکریم، (بیروت: داراحیا التراث العرابی، چ: ۱، بی تا)
۱۸. سید محمد ابراہیم بروجردی، تفسیر جامر، (تھران: انتشارات صدر، چ: ۶، ۱۳۲۲ش)
۱۹. مقاتل بن سیلمان بلغی، تفسیر مقاتل بن سیلمان، (بیرات: داراحیاالتراث چ: ۱۴۲۳، اق)
۲۰. جوادی املی، مفاتیح الحیاہ، (قم: مرکز نشر اسرار، چ: ۲، بھار ۱۳۹۴ھ۔ش)
۲۱. محمد بن یعقوب کلینی، (مترجم: سید مھدی آیت اللھی)، الکافی (تھران: جھان آرا، چ: ۱۳۸۵، ۲)
۲۲. محسن قرائتی، (مترجم: سید مجیب الحسن نقوی)، تفسیر نور، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۵)
۲۳. سید ابوالاعلی مودوی، تفہیم القرآن، (لاہور: ترجمان القرآن، چ: ۹، ستمبر ۲۰۱۳)
۲۴. جعفر سبحانی، (مترجم: مولانا سید صفدر حسین نجفی)، تفسیر موضوع قرآن کا دائمی منشور، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۳)
۲۵. ۔ ناصر مکارم شیرازی، (مترجم: سید صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، دسمبر ۲۰۱۳)
۲۶. ۔ محمد بن عمر فخر رازی، تفیسر کبیر (مفاتیح الغیب)، (بیروت: داراحیاالتراث، چ: ۱۴۶۰، ۳ق)،
۲۷. ۔ سید محمد حسین فضل اللہ، تفسیر من وحی القرآن، (بیروت: دارالملاک للطباعہ وانشر، چ:، ۱۴۱۹ق)
۲۸. اسماعیل بن عمر ابن کثر، تفسیر قرآن العظیم، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، چ: ۱۴۱۹، ۲۱ق)،
۲۹. احمد بن محمد میبدی، کشف اسرار وعدہ ابرار، (تھران: انتشارات امیر کبیر، چ: ۱۳۷۵، ۵ش)
۳۰. سکندر علی بہشتی، نور معرفت (مجلّہ شمارہ ۳۷)، (اسلام آباد: نور الھدی مرکز تحقیقات، چ: ۳، شوال تا ذولحجہ ۱۴۳۷ھ)
۳۱. عبد علی الحویزی، (مترجم: محمد حسن جعفری)، تفسیر نور الثقلین، (لاہور: منھاج الصالحین، ف چ ۳، روری ۲۰۱۲)

۳۲. سید العلماعلامہ سید علی نقی النقوی لکھنوی، تفسیر فصل الخطاب، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۱)
۳۳.۔https://www.jasarat.com
۳۴. محسن علی نجفی، تفسیر کوثر، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: ۳، ذی القعدہ ۱۴۳۴ھ)
۳۵. سید علی خامنہ ای، سامراج اور اسلامی وحدت، (لاہور: معراج کمپنی، بی تا)
۳۶. حاجی ناصر علی مہندس، مضامین قرآن، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: 1، بی تا،)
۳۷. ابی النصر محمد بن مسعود ابن عیاش السلمی السمر قندی المعروف بالعیاشی، تفسر العیاشی، (بیروت: موسسہ الاعلمی للمطبوعات، چ:۱ ۱۴۳۲ھ)
۳۸. عبداللہ بن احمد حسکانی، احمد روحانی، شواھد التنزیل، (قم: دار الھدی، چ۱، بی تا)
۳۹. فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر قرآن، (تھران: انتشارات ناصر خسرو، چ: ۳، ۱۳۷۲)
۴۰. ناصر مکارم شیرازی، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، (قم: مدرسہ امام علی بن ابی طالب، چ: ۱، ۱۴۲۱ق)
۴۱. ہاشم بن سلیمان بحرانی، البرھان فی تفسیر قرآن، (تھران: بنیاد بعثت، چ: ۱، ۱۴۱۶ق)،
۴۲. مشھدی محمد بن محمد رضاقمی، تفسیر کنز لد قائق و بحر الغرائب، (تھران: سازمان چاپ و انتشارات وزرات ارشاد اسلامی، چ: ۱۳۶۸، ۱ش)
۴۳. جعفر شرف الدین، موسوعہ القرآنیہ خصائص اسود، (بیروت: دارالتقریب بین المذاہب الاسلامیہ، چ: ۱، ۱۴۲۰ق)
۴۴. احمد بن عبداللہ ابو نعیم، النور المشتعل من کتاب مانزل، (تھران: وزارت ارشاد اسلامی، چ۱، ۱۴۰۶،)،
۴۵. محمد عبداللہ دراز، دستور الاخلاق فی قرآن، (قم: دار الکتاب الاسلامی، چ: ۱۴۲۳، اق)
۴۶. اندیمشکی محمد صالحہ، القرآن و فضائل اہل بیت، (قم: انتشارات ذوی القربی، چ: ۱۳۸۳، اش)
۴۷. عبداللہ بن احمد حسکانی، احمد روحانی، شواھد التنزیل، (قم: دار الھدی، چ: ۱، بی تا)
۴۸. فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر قرآن، (تھران: انتشارات ناصر خسرو، چ۳، ۱۳۷۲)
۴۹. ناصر مکارم شیرازی، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، (قم: مدرسہ امام علی بن ابی طالب، چ۱، ۱۴۲۱ق)
۵۰. محمد بن حبیب اللہ سبزواری نجفی، ارشاد الاذھان الی تفسیر قرآن، (بیروت: دار التعارف لمطبوعات، چ: ۱، ۱۴۱۹ق)

۵۱. وھبہ بن مصطفیٰ زحیلی، تفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعہ والمنہج، (بیروت: دارالفکر المعاصر، چ: ۲، ۱۴۱۸ق)
۵۲. استر آبادی سید شرف الدین علی حسینی، تاویل الآیات الظاہرہ فی فضائل العترہ الطاہرہ، (قم: دفتر انتشارات اسلامی جامعی مدرسین حوزہ قم، چ: ۱، ۱۴۰۹)
۵۳. محمد بن طاھرہ ابن عاشور، التحریر والتنویر، (بیروت: موسسہ تاریخ، چ: ۱، بی تا)
۵۴. سید کریمی حسینی سید عباس، تفسیر علیین، (قم: انتشارات اسوہ، چ: ۱، ۱۳۷۲ش)
۵۵. عبدالرحمٰن بن ناصر آل سعدی، تبیسر الکریم الرحمٰن، (بیروت: مکتبہ النھضہ العربیہ، چ: ۲، ۱۴۰۸ق)
۵۶. ملا فتح اللہ کاشانی، خلاصہ منہج، (تھران: انتشارات اسلامیہ، ۱۳۷۳ق)، ج۲، ص۱۱۱؛ سید محمد حسینی شیرازی، (بیروت: دارالعلوم، چ: ۲، ۱۴۲۳)
۵۷. محمد بن مرتضی کاشانی، تفسیر المعین، (قم: کتابخانہ آیہ اللہ مرعشی نجفی، چ: ۱۴۱۰، ۱ق)
۵۸. محمد محمود حجازی، تفسیر الواضح، (بیروت: دارالجیل الجدید، چ: ۱۴۱۳، ۱۰ق)
۵۹. محمد بن یوسف ابو حیان، تفسیر النھر مارد من البحر الجدی، (بیروت: دارالجنان، چ: ۱، ۱۴۰۷ق)